احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۷/۴۲ — سوموار ۲۷ جمادی الاوّل ۱۴۱۳ھ، ۲۳ نبوت ۱۳۷۱ ہش، ۲۳ نومبر ۱۹۹۲ء — نمبر ۲۶۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری زندگی کا مقصد

ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس خوشحالی کو حاصل کریں جس کے نتیجے میں دائمی مسرت اور دائمی خوشیاں ملتی ہیں اور جس کی بھوک اور پیاس اللہ تعالیٰ نے ہماری فطرت کو لگادی ہے اور جس کے عرفان کا حصول ضروری ہے۔ ایسی معرفت جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات (جلالی بھی اور جمالی بھی) انسان پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔ جس کے بعد انسان کا دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا ہے یہ خوف کہ کہیں وہ ہم سے ناراض نہ ہوجائے۔ کیونکہ ہم اس کی ناراضگی کو برداشت نہیں کرسکتے۔ اور جس کے نتیجہ میں ہمارا دل اس کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ (ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثالث)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"خدا تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ طور پر ضرور تعلق رکھنا چاہیئے اور پھر اس تعلق کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ عقلمند انسان وہی ہے جو اس تعلق کو محفوظ رکھتا ہے اور جو اس تعلق کو محفوظ نہیں رکھتا وہ بیوقوف ہے۔ جو اپنی چترائی پر نازاں ہے وہ ہلاک کیا جائے گا اور کبھی بامراد اور کامیاب نہیں ہوگا۔ دیکھو یہ زمین و آسمان اور جو کچھ اُن میں نظر آرہا ہے اتنا بڑا کارخانہ کیا یہ خدا تعالیٰ کے پوشیدہ ہاتھ کے سوائے چل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

یاد رکھو جو امن کی حالت میں ڈرتا ہے وہ خوف کی حالت میں بچایا جاتا ہے۔ اور جو خوف کی حالت میں ڈرتا ہے تو وہ کوئی خوبی کی بات نہیں۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۸۰)

موت کی نہ ٹلنے والی گھڑی کا خیال رکھو اور کل کا فکر آج کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل

"متقی بن جاؤ اور متقی بھی ظاہر کے نہیں۔ اس لئے نہیں کہ لوگ تمہیں متقی اور پرہیزگار کہیں یا مجلسوں میں تمہاری تعریف کریں نہیں! نہیں!! (۔) اللہ کے لئے متقی بنو۔ متقی کے لئے یہ ضروری باتیں ہیں۔

اوّلاً ہر ایک کام جب کرو۔ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے۔ دشمنی میں دوستی میں عداوت اور محبت میں۔ مقدمہ ہو یا صلح ہو۔ غرض ہر حالت میں یہ امر خوب ذہن نشین رکھو کہ نہیں معلوم کہ موت کی گھڑی کس وقت آجاوے وہ کونسا وقت ہوگا جب دُنیا سے اُٹھ جاویں گے اور اس وقت ماں باپ۔ بیوی بچے۔ دوست۔ یار کنبے کے بڑے بڑے ہمدردی کا دم بھرنے والے انسان، مال، دولت۔ غرض کوئی چیز نہ ہوگی جو اس وقت ساتھ دے سکے۔ اس وقت اگر کوئی چیز ساتھ جاسکے گی تو وہ وہی انسان کا عمل ہوگا خواہ اچھا ہو، خواہ برا ہو۔ اور جیسا عمل ہوگا ایسا ہی اُس کا پھل ملے گا۔ جیسے تم ہر روز دُنیا میں دیکھتے ہو کہ ایک زمیندار گیہوں کے بیج بوکر جَو یا جو بوکر گنے کا پھل نہیں لے سکتا۔ پس اسی طرح پر جیسے عمل ہوں گے بدلہ ان کے ہی موافق اور رنگ کا ہوگا۔ یہی سچی بات ہے کہ بھلے کام کا پھل دینا اچھا اٹھاتی ہے۔ پس یہ بات ضرور ضرور یاد رکھو کہ جن کی خاطر انسان عداوتیں اور دشمنیاں کرتا ہے اور مکر و فریب اور کیا کیا شرارتیں کرتا ہے۔ اور اس آخری ساعت میں اس کے ساتھ نہ جائیں گی۔ اکیلا ہی آیا ہے اور اکیلا ہی چلا جائے گا۔ بادشاہوں کی بادشاہت امیروں کی امارت دوستوں کی دوستی۔ کنبہ، گھر۔ پڑوس، گاؤں اور سارے شہر کے رشتہ دار یہیں رہ جاتے ہیں۔ پس ان ساری باتوں کو غور کرو۔ اور موت کی آنے والی اور یقیناً آنے والی اور نہ ٹلنے والی گھڑی کا خیال رکھو اور اس خیال کے ساتھ ہی کل کا فکر آج کرو اور اپنے اعمال کا محاسبہ اور پڑتال کرلو۔ کیونکہ نیک بدلہ تب ہی ملے گا جبکہ اعمال بھی نیک ہوں گے۔

ثانیاً: متقی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ایمان سچا ہو اور اس کے عقائد نیک عقائد ہوں اور پھر اس پر اعمال بھی نیک ہوں۔ قدوس اور پاک خدا قدوسیت چاہتا ہے۔ ناپاک انسان پاک ذات سے تعلق پیدا نہیں کرسکتا۔" (خطبات نور جلد اوّل صفحہ ۲۴۲)

تحریک وقف نو کے والدین اور جملہ کارکنان کیلئے لمحہ فکریہ

ہر قسم کے زبان دانوں کی ضرورت

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ہم نے تو (دین حق) کا نام پہنچانا ہے اس لئے ہمیں تو ہر قسم کے زبان دانوں کی ضرورت ہے۔ جو تحریر کی مشق بھی رکھتے ہوں بولنے کی مشق بھی رکھتے ہوں ترجموں کی طاقت بھی رکھتے ہوں تصنیف کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔"

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم ملک طارق علی کھوکھر صاحب آف ملتان کو مورخہ ۱۸۔ نومبر ۹۲ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "بارعہ مناہل" عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ وقف نو میں شامل ہے۔ نومولودہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد کی نواسی اور محترم ملک عمر علی کھوکھر صاحب رئیس ملتان کی پوتی ہے۔

احباب کرام سے نومولودہ کے نیک خادمہ دین ہونے اور صحت و سلامتی والی طویل عمر پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان داخلہ نصرت جہاں اکیڈمی جونیئر سیکشن

نصرت جہاں اکیڈمی جونیئر سیکشن میں پریپ (PREP) کلاسز میں ۱۹۹۳ء کیلئے داخلہ دسمبر ۱۹۹۲ء میں شروع ہوگا۔ داخلہ کے لئے ٹیسٹ ۵ اور ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ہونگے اور انٹرویو ۷ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ہوگا۔ پریپ کلاسز کے لئے بچوں کی عمر ۴½ سال تا ۵½ سال ہونی چاہیئے۔ داخلہ کے وقت برتھ سرٹیفکیٹ (BIRTH CERTIFICATE) پیش کرنا ہوگا۔

ذہانت کے ٹیسٹ کے علاوہ انگریزی حروف تہجی (CAPITAL LETTERS.) لکھنے پڑھنے آنے چاہئیں اسی طرح اردو حروف تہجی (الف سے ے تک) لکھنے پڑھنے آنے چاہئیں۔ دوسری کلاسز میں بھی بعض سیٹوں پر داخلے ہوں گے جو والدین اپنے بچوں کو نصرت جہاں اکیڈمی میں داخل کروانا چاہیں وہ فوری طور پر دفتر نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ سے رابطہ کریں۔

چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن رجسٹرڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۳۔ نبوت ۱۳۷۱ ہش ۔ ۲۳۔ نومبر ۱۹۹۲ء

انسانیت کی خدمت

خدا کو ماننے والا ہر شخص کسی نہ کسی رنگ میں خدا سے تعلق کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور جس طرح ہر دعویٰ کے لئے ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے اس دعویٰ کے لئے بھی ثبوت کی ضرورت ہے۔ اور ثبوت بھی ایسا ہونا چاہیئے کہ سب کو نظر آئے۔ ورنہ جس طرح خدا کی ذات جسمانی آنکھوں کو نظر نہیں آتی اگر اس دعویٰ کا ثبوت بھی نظر نہ آئے تو بات نہیں بنتی۔ بلکہ ہونا تو یہ چاہیئے۔ کہ اس ثبوت سے نہ صرف تعلق اور دعویٰ کا پتہ چلے بلکہ خدا کی ذات بھی لوگوں کو نظر آنے لگے۔ لوگ سمجھنے لگ جائیں کہ جس ہستی سے تعلق کا ثبوت پیش کر دیا گیا ہے وہ ہستی یقیناً موجود ہے۔

ثبوت تو کسی بھی پہلو سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سب سے اہم ثبوت اور سب کو نظر آنے والا ثبوت یہ ہے کہ خدا کی مخلوق سے ہمدردی کی جائے۔ خدا کی مخلوق کا خیال رکھا جائے۔ اور وہ اس لئے کہ وہ مخلوق خدا کی ہے۔ اس خدا کی جس سے تعلق کا کوئی ثبوت دینا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی باتوں سے بھی پتہ چلتا ہے کہ خدا سے تعلق کا ثبوت اس کی مخلوق کے ذریعہ ہی دیا جا سکتا ہے۔ کوئی بھوکا ہو تو خدا تعالیٰ اپنے آپ کو تشبیہہ کے طور پر بھوکا کہتا ہے۔ کوئی بیمار ہو تو خدا تعالیٰ تشبیہہ کے طور پر اپنے آپ کو بیمار کہہ لیتا ہے۔ اور اگر بھوکے اور بیمار کی بھوک مٹائی جائے اور تیمارداری کی جائے تو خدا تعالیٰ خود تعلق کی تصدیق کرتا ہے۔

ہماری جماعت ساری مخلوق خدا کی بھلائی چاہتی ہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق کے اظہار کے لئے ساری دنیا سے ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ اگرچہ یہ بغیر کسی مذہب کی تمیز کے کیا جاتا ہے۔ لیکن کیا بھرپور طریق پر جاتا ہے۔ اس وقت بوسنیا میں سب سے زیادہ انسانی ہمدردی کی ضرورت ہے۔ حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کو بوسنیا کی طرف خاص توجہ ہے۔ حضور بار بار جماعت کو یاد دہانی فرما رہے ہیں کہ اس علاقے کے لوگ جو مسلمان بھی ہیں انہیں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کیا جا رہا ہے۔ ان پر مظالم توڑے جا رہے ہیں اور ایسے مظالم توڑے جا رہے ہیں جن کی پہلے کہیں مثال نہیں ملتی۔ ان کے عوام اور ان کے لیڈر۔ سب کے سب۔ اس لپیٹ میں آئے ہوئے ہیں۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ان کی ہر ممکن مدد کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کا ثبوت دیں۔

دُنیا جہاں کی آپ نے خبریں سُنائی ہیں
کیا ہو رہا ہے اپنے وطن میں بتائیے
یہ شور و شر یہ مار کٹائی کے زیر و بم
اب آئیے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائیے

ابوالاقبال ———

میرے سناٹے میں کیا شور کا انداز نہیں
اور کس کی ہے اگر میری یہ آواز نہیں

اور کیا ہے سرِ آغاز پہ انجام، اگر
پا بہ زنجیر کی رفتار کا اعجاز نہیں

مَیں نے دروازوں کو ہر لحظہ کھُلا پایا ہے
لوگ کہتے ہیں وہاں کوئی بھی در باز نہیں

مجھ کو توفیق نہ ملتی تو مَیں کیا کر پاتا
میرا دم بھی مجھے معلوم ہے دمساز نہیں

تُو جہاں ہاتھ پکڑ لے وہی منزل ہے مری
کوئی انجام نہیں ہے کوئی آغاز نہیں

دائیں بائیں مجھے کچھ لوگ نظر آتے ہیں
کیا یہی بات مرے شوق کی غمّاز نہیں

تُو نے تانی ہے مرے سر پہ کرم کی چادر
مَیں تجھے جان گیا تُو بُتِ طنّاز نہیں

تُو مرے غم کو مسرّت میں بدل سکتا ہے
غیر بھی جان گئے ہیں، یہ کوئی راز نہیں

مری آہوں مرے نالوں مرے اشکوں کے سبب
میرے نغمات کو درکار کوئی ساز نہیں

وہ بلاتے ہیں ملاقات کی خاطر تو نسیمؔ
لوگ کہہ دیتے ہیں یہ انکی تو آواز نہیں

نسیمؔ سیفی

دنیا میں قومیں گرتی اس لئے ہیں کہ ان کے افراد کام کی عظمت اور اپنی کمزوریوں کو دیکھ کر ہمّت ہار بیٹھتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھتے اور اس سے استمداد نہیں کرتے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ گے تو تم ضرور کامیاب ہو گے۔ خدا تعالیٰ نے جب خود ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے تو وہ اسے کیوں پورا نہیں کرے گا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کا کام کرو اور وہ خود اپنا کام نہ کرے۔ جب آقا اپنے کسی نوکر کو کوئی کام کرنے کا حکم دیتا ہے تو اسے اپنے کام کا اپنے نوکر سے زیادہ احساس ہوتا ہے۔"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

إِذَا قَلَّ دِينُ الْمَرْءِ قَلَّ اتِّقَاءُهُ
وَيَسْعَىٰ إِلَىٰ طُرُقِ الشَّقَا وَيُزَوِّرُ

جب انسان کی دینداری کم ہو جائے تو اس کا تقویٰ بھی کم ہو جاتا ہے اور وہ بدبختی کی راہوں کی طرف دوڑنے لگتا اور فریب سے کام لیتا ہے۔

وَمَنْ ظَنَّ ظَنَّ السَّوْءِ بُخْلًا فَقَدْ هَوَىٰ
وَكُلُّ حَسُوْدٍ عِنْدَ ظَنٍّ يُتَبَّرُ

اور جس نے بخل کی وجہ سے بدظنی کی تو وہ نیچے گر گیا اور بہت حسد کرنے والا ہر شخص بدظنی کرنے پر ہلاک کیا جاتا ہے۔

وَلَا يَعْلَمَنْ أَنَّ الْمَنَايَا قَرِيْبَةٌ
إِذَا مَا تَجِيْءُ الْوَقْتُ فَالْمَوْتُ يَحْضُرُ

اور وہ نہیں جانتا کہ موتیں تو قریب ہیں اور جب وقت آجاتا ہے تو موت حاضر ہو جاتی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ دینداری اور تقویٰ ایک ساتھ چلتے ہیں دین داری کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کی جائے۔ جو وہ کرنے کو کہتا ہے وہ کیا جائے۔ اور جس سے وہ روکتا ہے اس سے رکا جائے۔ اور تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس بات سے ڈرے کہ کوئی بات خدا تعالیٰ کی منشا کے خلاف نہ ہو جائے اور اس کا کوئی کام ایسا نہ ہو جس سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہو اسی لئے دینداری اور تقویٰ ایک ساتھ چلتے ہیں اگر کسی میں دین داری کم ہو جائے۔ یعنی وہ خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری طرح پیروی نہ کرے تو یقیناً اس کا تقویٰ بھی کم ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ خدا تعالیٰ سے کم ڈرنے لگتا ہے۔ اسے اس بات کا بہت کم خیال آتا ہے کہ اس کی کسی بات سے یا اس کے کسی کام سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گی یا نہیں اور ہر وہ شخص جس میں دینداری کم ہو جائے اور جسے تقویٰ سے بھی کم حصہ ملے وہ اپنی بدبختی کا باعث بن جاتا ہے اور جلد جلد ایسی باتوں کی طرف لپکتا ہے جنہیں اس کے لئے بدبختی کا سامان کہا جا سکتا ہے اور پھر وہ دوسروں سے بھی فریب کرتا ہے اور اپنے آپ کو بھی دھوکا دیتا ہے۔ دراصل دین داری ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو صحیح خطوط پر رکھتی ہے جو اس کی سعادت کا باعث بنتی ہے اور جو اسے قول سدید پر مجبور کرتی ہے۔

حضور فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کے متعلق جان بوجھ کر غلط خیالات رکھے اور اس کے متعلق بدظنی سے کام لے تو وہ دراصل بلندی سے پستی میں گر جاتا ہے کیونکہ اس کی راست روی بری طرح متاثر ہو جاتی ہے۔ اس کے سوچنے کی طاقت بھی غلط راہوں پر چل پڑتی ہے اور اسی کا نام بدظنی ہے تو یہ اس کے لئے ایسا ہی ہے جیسے کہ وہ ایک بہت اونچے مقام سے بہت نچلے مقام پر آگرا ہے۔ بدظنی ایک ایسی بات ہے جو عام طور پر حسد سے پیدا ہوتی ہے۔ جس کے ساتھ حسد کیا جاتا ہے اس کی ہر بات کو غلط سمجھ کر انسان اس کے متعلق غلط اندازے لگانے لگتا ہے اور ان غلط اندازوں ہی کا نام بدظنی ہے۔ اس قسم کا شخص یہ بات بھول جاتا ہے کہ یہ دنیا فانی ہے۔ وہ کب تک لوگوں کو فریب دے گا۔ اور وہ کب تک لوگوں سے حسد کرتے ہوئے بدظنی کرے گا اور اپنے آپ کو اونچے مقام سے گراتے گراتے بہت نیچے مقام تک لاتا چلا جائے گا۔ اس کی موت، اسے معلوم ہونا چاہیئے، قریب ہے۔ چاہے وہ کتنی لمبی عمر بھی کیوں نہ پالے۔ آخر اسے ایک دن اس دنیا سے گذر جانا ہے اور جب موت آتی ہے تو پھر کوئی شخص اسے روک نہیں سکتا۔ اور اس کے کئے ہوئے اعمال کو بدل نہیں سکتا اور ان اعمال کا نتیجہ اسے بھگتنا پڑتا ہے۔

اے خدا تو ہمیں اپنے خاص فضل سے یہ توفیق عطا کر ہم دین داری اور تقویٰ میں ہمیشہ آگے بڑھتے رہیں ہم کسی سے حسد کرنے والے نہ ہوں اور کسی کے متعلق ہمارے دل میں بدظنی نہ پیدا ہو ہم اپنی موت کو اپنی نظروں کے سامنے رکھیں اور صرف اور صرف ایسی باتیں اور کام کریں۔ جو تیری رضا کا موجب ہوں اے خدا تو ایسا ہی کر۔

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ ۔ الثانی

علمی مسائل

میں بتا چکا ہوں کہ حضرت موسیٰؑ کا ہرگز یہ منشا نہ تھا کہ بکرے کی قربانی گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ بلکہ ان کا منشاء صرف یہ تھا کہ بکرے کی قربانی سے نفس کی قربانی کی طرف توجہ دلائی جائے۔ چونکہ ان کے زمانہ میں لوگ رسوم اور تصویری زبان کے شیدا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نفس کی قربانی کا مضمون ان کے سامنے رکھنے کے لئے بکرے کی قربانی کی ایک رسم ان میں رکھ دی تاکہ سب قوم کی ایک مقررہ دن گناہوں کے ازالہ کی طرف توجہ ہو جائے مگر انہوں نے تصویری زبان کو تو بھلا دیا مگر تصویر کو قائم رکھا بیت المقدس کے گرائے جانے پر جو صدمہ یہود کو ہوا اس کی وجہ سے انبیاء وقت نے ان کے اس غلط خیال کی تردید شروع کر دی کہ انسان کے گناہ کوئی بیل یا بکرا اٹھا سکتا ہے چنانچہ ہوسیع نبی فرماتے ہیں تم کلمہ لے کر خدا کی طرف پھرو اور اسے کہو کہ ساری بدکاری کو دور کر اور ہمیں عنایت سے قبول کر۔ تب ہم اونٹوں کے بچھڑے نذر گذرانیں گے ہوسیع باب ۱۴ آیت ۲ ۔ اس آیت میں ہوسیع نبی یہود کو بتاتے ہیں کہ عام بچھڑا یا بکرا کفارہ نہیں بنتا بلکہ توبہ اور تسبیح اور تحمید سے انسان گناہ کے اثر سے نجات پاتا ہے۔ گائے کے پیٹ سے نکلا ہوا بچھڑا نہیں بلکہ تائب کی زبان سے نکلا ہوا بچھڑا حقیقی کفارہ ہوتا ہے۔ اس سے چند سال پہلے عاموس نبی نے یہود کو ان قربانیوں پر بھروسہ کرنے سے اس طرح ہوشیار کیا۔ اور تم ہر چند سوختنی قربانیوں اور ہدیوں کو میرے آگے گزرانو گے تو بھی میں انہیں قبول نہ کروں گا۔ اور تمہارے موٹے بیلوں کے شکرانے کے ہدیوں کی طرف متوجہ نہ ہوں گا (باب ۵ آیت ۲۲) پھر لکھا ہے کہ اصل علاج توبہ کا یہ ہے کہ تو ایسا کر کہ عدالت پانی کی طرح بہتی رہے اور راستی بڑی نہر کی مانند (آیت ۲۴)

یسعیاہ نبی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرماتے ہیں۔ "اب آگے کو جھوٹے ہدیے مت لاؤ۔ زبان سے مجھے نفرت ہے نئے چاند اور سبت اور عیدی جماعت سے بھی کہ میں عید اور بے دینی دونوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ میرا جی تمہارے نئے چاندوں اور تمہاری عیدوں سے بیزار ہے۔ وہ مجھ پر ایک بوجھ ہیں۔ میں ان کو اٹھانے سے تھک گیا" (باب ۱ آیت ۱۳، ۱۴)

پھر لکھا ہے۔ "اپنے تئیں دھو دو۔ آپ کو پاک کرو اور اپنے برے کاموں کو میری آنکھوں کے سامنے سے دور کرو۔ بدفعلی سے باز آؤ۔ نیکوکاری سیکھو۔ انصاف کے پیرو ہو۔ مظلوموں کی مدد کرو یتیموں کی فریاد رسی کرو۔ عورتوں کے حامی ہو۔ اب آؤ کہ ہم باہم محبت کریں۔ خداوند کہتا ہے۔ اگر یہ تمہارے گناہ قرمزی ہو دیں پر برف کی مانند سفید ہو جائیں اور ہر چند وے ارغوانی ہو دیں اور اون کی مانند اجلے ہو دیں (باب ۱ آیت ۱۶ تا ۱۸)

اسی بارہ میں ___ نبی فرماتے ہیں میں کیا لے کر خداوند کے حضور میں آؤں اور خدا تعالیٰ کے آگے کیونکر سجدہ کروں۔ کیا سوختنی قربانیاں اور یکسالہ بچھڑے کو لے کر اس کے آگے آؤں گا۔ کیا خداوند ہزاروں مینڈھوں سے یا تیل کی دس ہزار نہروں سے خوش ہو گا۔ کیا میں اپنے پلوٹھے کو اپنے گناہ کے عوض اپنے پیٹ کے پھل کو اپنی جان کی خطا کے بدلے میں دے ڈالوں۔ اے انسان اس نے تجھے وہ دکھایا ہے جو کچھ کہ بھلا ہے اور خداوند تجھ سے اور کیا چاہتا ہے مگر یہ کہ تو انصاف کرے اور رحم دل کو پیدا کرے۔ اور اپنے خدا کے ساتھ فروتنی سے ملے۔ (باب ۶ آیت ۶ تا ۸)

اوپر کے حوالوں سے ثابت ہے کہ یہود کے دلوں میں یہ عقیدہ گھر کر چکا تھا کہ قربانیاں ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔ اور مختلف نبیوں نے انہیں اس عقیدہ سے ہٹانے کی کوشش کی اور انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ بکروں بیلوں بلکہ پلوٹھے لڑکوں کی قربانی تک سے خوش نہیں ہو سکتا۔ سابقہ گناہوں کے بد اثر سے بچنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ انسان دل سے اور زبان سے توبہ کرے اور راستبازی اور نیکوکاری کو اپنے عمل سے بھی قائم کرے۔ تب اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ مگر نبیوں کی یہ تعلیم دیر پا

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری شبیر احمد ۔ وکیل المال اوّل

تحریک جدید کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے فضل سے "تحریک جدید" کے اجراء پر اٹھاون سال گزر چکے ہیں اور اگرچہ ہر سال گذشتہ سال کی نسبت نیا سال اپنے ساتھ بے شمار خوشخبریاں اور برکتیں لاتا ہے جو مخلصین جماعت کے لئے ازدیادِ ایمان و عمل کا باعث ہوتی ہیں۔ پھر بھی ایک طبقے پر سیدھے سادے طریق سے واضح کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ "تحریک جدید" کیا ہے۔

نئی پود سے بعض اوقات بات کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے صرف ایک مالی تحریک سمجھتی ہے۔ وہ اس کے ایمان پرور سیاق و سباق اور خوشگوار توسیع و ترقی سے واقف نہیں۔ تحریک جدید دراصل ایک جامع منصوبہ ہے جس میں جماعت کی دینی اور دنیوی فلاح و بہبود کے مستقل سامان کے ساتھ ساتھ جماعت کی وقتی مشکلات کو رفع کرنے کا مؤثر علاج بھی موجود تھا۔

یہ منصوبہ انیس مطالبات پر مشتمل تھا۔ بعد میں عندالضرورت مزید بڑھائے گئے۔ ان کل ۲۷ مطالبات پر جماعت نے دل و جان سے لبیک کہا اور ابتداء ہی سے اس کے شیریں پھل کھانے شروع کر دیئے۔

ان مطالبات کا خلاصہ خود حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے الفاظ میں یہ تھا۔ فرمایا:۔

"ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے ہمیں روپے کی ضرورت ہے۔ ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔ ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں۔ اور انہی چیزوں کے مجموعے کا نام تحریک جدید ہے۔"

ان تمام مطالبات میں مطالبہ سادہ زندگی سرفہرست تھا۔ اس کی اہمیت حضور نے یوں بیان فرمائی۔

"اس زمانے میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے۔ اس میں مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں۔ اور اخراجات کو کم کر دیں۔ تاکہ جس وقت قربانی کے لئے ...... آواز آئے وہ تیار ہوں۔"

نیز فرمایا "سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی نہیں بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے۔"

تحریک جدید کے مالی مطالبہ کو پہلے انیس سال کے لئے جاری کیا گیا۔ پھر اسے دس سال تک ممتد کیا گیا۔ دس سال کے بعد اسے انیس ۱۹ سال تک جاری رکھا گیا۔ انیس سال گزرنے کے بعد حضور نے فرمایا:۔

"تحریک جدید کے چندے کو مضبوط کیا جائے اور انیس سال کے دور کو اس کا اختتام نہ سمجھ لیا جائے۔ دور تو تمہیں اس لئے ملا ہے کہ تم میں قربانیوں کی عادت پیدا ہو۔ اب میں نے اس چندے کو لازمی کر دیا ہے۔ جماعت کے ہر مرد اور عورت کا فرض ہے کہ اس میں حصہ لے۔"

حضور نے اس سلسلہ میں کوشش کو بہت بڑی جدوجہد قرار دیا اور اسے قربِ الٰہی کا وسیلہ بیان فرمایا۔

حضور کے الفاظ "اخلاص سے حصہ لینے" ہر فرد جماعت کی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ اس میں پوری قوت اور استطاعت کے مطابق حصہ لیا جائے۔ معمولی معمولی قربانیوں پر اکتفا کرنا اس کی شان اور تقاضے کے خلاف ہے۔ دوسرے اخلاص کا لفظ مزید توجہ دلا رہا ہے کہ استطاعت سے کم زور لگانا کسی احمدی کو زیب نہیں دیتا۔ اور نہ ہی ایسی قربانی تقرّبِ الٰہی کا ذریعہ ہوگی۔ تقرّبِ الٰہی کے لئے مخلصانہ کوشش جو پوری قوت کی حامل ہو ازبس ضروری ہے۔ اندریں صورت ہر مخلص احمدی کو تحریک جدید کا معاون خصوصی بننے کی دلی خواہش ہونی چاہیئے اگر یہ مقام حاصل نہ ہو سکے تو اس کے جو اقل ترین تقاضے ہیں وہ تو بہرحال ہر مخلص کو عمل میں لانے چاہئیں مثلاً یہ کہ ہر کمانے والا فرد اپنی ماہوار آمد کا کم از کم پانچواں حصّہ سالانہ قربان کرے۔ اور اس کے علاوہ دیگر لواحقین کی طرف سے کم از کم ۲۴/- روپے سالانہ پیش کیا جائے۔ یہ آسان حدود اس لئے مقرر کی گئی ہیں تاکہ جماعت کے غریب سے غریب افراد بھی حصّہ لے سکیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے تحریک جدید کا ہر پہلو اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ اس کی خاطر جدوجہد کے جذبہ کے تحت سب کچھ قربان کر دیا جائے تو یہ گھاٹے کا سودا نہ ہوگا۔

متعدد اہم باتوں کا ظہور روزِ ازل سے تحریکِ جدید کے ذریعہ مقدر ہے جن میں سے اہم ترین یہ ہے کہ ہر فردِ بشر کی زندگی کو آسودہ بنانے والے اور ساتھ ہی دین کی حفاظت کرنے والے نظام کے لئے تحریک جدید بطور ارہاص کے ہے۔"

اب غور فرمایئے کیا ہم اس عظیم الشان نظام کی تکمیل کے لئے اقل ترین قربانیوں تک محدود رہ سکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اس نظام کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہر مخلص احمدی کے دل میں شوق موجزن ہونا چاہیئے کہ وہ اس کا معاون خصوصی بن جائے۔ اور اس کے لئے استطاعت کو بڑھانے کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کرے۔ جیسا کہ تحریکِ جدید کے پہلے مطالبہ میں ہی ہمیں راہنمائی فرمائی گئی ہے۔

"اس زمانے میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے۔ اس میں مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور اخراجات کو کم کر دیں تاکہ جس وقت قربانی کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے وہ تیار ہوں۔"

معزز خواتین و حضرات! آج جب کہ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے شب و روز کی محنتِ شاقہ اور نیم شبی دعاؤں سے جماعت کو ۱۳۰ ملکوں میں مستحکم فرما دیا ہے تو وہ حضور کا اعلان سالِ نَو ۱۳۰ ملکوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بلند ہوا ہے۔ اسی کے مطابق اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھاتے ہوئے میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں کا ایمان پرور منظر پیش کریں گویا آپ نے اپنے عمل سے بھی یہ ظاہر کرنا ہے کہ تحریک جدید کیا ہے؟۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیقِ سعید بخشے۔

چوہدری ظہور احمد

کشمیر کی کہانی

کشمیر کی جنگ آزادی کے دوران میں اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی تھی کہ مختلف نوعیت کے کاموں کی انجام دہی کے لئے ایک منظم والنٹیئرز کور ہو۔ نوجوانوں کو جسمانی اور ذہنی تربیت دی جائے۔ ان میں اطاعتِ امیر کا جذبہ پیدا کیا جائے وہ کسی کام کے کرنے میں عار محسوس نہ کریں۔ تیراکی، گھوڑے کی سواری، میلوں پیدل چلنا اپنے ہاتھ سے اپنا کھانا تیار کرنا۔ ان سب کاموں کی ان کو مشق کرائی جائے۔

چنانچہ یہ مشکل کام کیپٹن مرزا شریف احمد صاحب (جو ان فنون کے ماہر تھے) کے سپرد کیا گیا۔ انہوں نے نہایت قلیل عرصہ میں ایک بہت بڑی والنٹیئرز کور قائم کر دی۔ ان کی شخصیت میں بڑی جاذبیت تھی۔ نوجوان خود بخود ان کی طرف کھنچے آتے تھے۔ اور سخت محنت کے کام بخوشی انجام دیتے تھے۔ مولانا ظہور الحسن، جنید ہاشمی، مولوی عبدالاحد محمد شریف امرتسری چوہدری عبدالواحد مدیر اعلیٰ اصلاح اسی طرح اور بیسیوں نوجوانوں نے کشمیر میں ان دنوں قابلِ تعریف کام کیا۔ اسی کور کے تربیت یافتہ تھے۔ اور ایسے والنٹیئروں میں نہ تھے جو اشتعال دلانے پر تو قانون شکنی بھی کر لیں لیکن ایک سگرٹ کی خاطر معافی مانگ کر گھر واپس لوٹ آئیں۔

کور کے ان نوجوانوں کو فاقہ کشی کی مشق کروائی گئی۔ کئی دنوں تک چنے کی تھوڑی سی مقدار پر گذارا کرنے کی عادت ڈالی گئی۔ سردی گرمی اور بارش سے بچنے کے لئے عارضی جھونپڑا بنا لینے کی تربیت بھی دی گئی۔ اور یہ سب مہارتیں اور مشقیں ان کی آئندہ زندگی میں کام آئیں۔ قومی اور ملی کاموں کے لئے سچے خدام کی ایک جماعت بن گئی۔

کشمیر میں کام کرنے والے وکلاء نے جس اخلاص اور قربانی کا نمونہ پیش کیا ہے۔ اسکی کوئی اور مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ ان میں سے سب کے سب اعلیٰ پایہ کے قانون دان تھے اور اپنی کامیاب پریکٹس چھوڑ کر ایک پائی بطور فیس وصول کئے بغیر مہینوں سے غریب الوطنی اور بے سروسامانی کی حالت میں نہایت محنت اور اخلاص اور دیانت سے کام کئے جا رہے تھے۔ ان مخلصین نے ۱۹۳۱ء کے آخر میں کام شروع کیا تھا۔ وسط ۱۹۳۴ء تک۔ ان کے مخلص وجود مظلومین کشمیر کے جس جس طرح کام آئے اس کا ایک اچھا سا اندازہ مندرجہ ذیل تفاصیل سے لگ سکتا ہے گو کام بعد میں بھی جاری رہا جس کے صلہ میں متعدد اسیروں کو رہائی نصیب ہوئی۔ میرپور میں شیخ بشیر احمد ایڈووکیٹ چوہدری یوسف خان وکیل اور چوہدری

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا محمد منور

محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرا گھر جنت ارضی کی مثال بنا رہا ہے۔ میری پہلی شادی ۱۹۴۰ء میں ہوئی۔ ہمارے گھر کا ماحول نہایت خوشگوار رہا۔ بارہ سال بعد دوسری شادی ہوئی۔ اس کے بعد بھی اہلی زندگی بے حد پرسکون رہی۔ بچے بڑے ہوئے اور ان کی شادیوں کا مرحلہ آیا۔ تب بھی ہم میں باہم اتحاد و اتفاق رہا۔ عمر بھر ہم نے جہیز کا معاملہ گفتگو کا موضوع نہ بنایا۔ میری بیویاں میرے عزیزوں اور بزرگوں سے احترام سے پیش آتیں اور میں ان کے والدین کا پورا پورا ادب کرتا رہا۔

جب ہم گھر میں اکٹھے ہوتے تو ایک دوسرے پر جان نثار کرتے اور جب میں خدمت دین کے لئے ملک سے باہر چلا جاتا تو بھی دلوں میں دوری کا خیال تک نہ آتا۔ والدہ مبارک احمد جن کا انتقال چھ جون ۱۹۹۲ء کو ہوا میری زوجیت میں باون سال رہیں۔ میں نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ اس عرصہ میں ۲۶ سال وہ مجھ سے دور رہیں۔ تنہائی میں عورتوں کو کئی قسم کی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ لیکن خدا کی اس نیک بندی نے کبھی شکایت نہ کی۔ ایک دو بار صرف اس قدر لکھا کہ افسوس ہے اپنی بیماری کی وجہ سے پردیس میں میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر رہی۔ بہر حال میں صبر کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں زندگی بخشی ہے۔ جب اس کی مرضی ہوگی۔ ہمیں باہم اکٹھا کر دے گا۔ والدہ مبارک احمد محبت اور وفا کا مجسمہ تھیں۔ اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس شعر کی کامل مصداق کر

صادق آں باشد کہ ایام بلا
مے گزارد با محبت با وفا

میں نے ان کی زندگی کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ ان کے دل میں سب کے لئے خیر ہی خیر اور ہمدردی ہی ہمدردی کے جذبات تھے۔ اس لئے ان کی وفات سے دل پر شدید چوٹ لگی ہے۔ ہماری جنت کے جو پانچ کونے تھے۔ دو بیویاں دو بچے اور خاوند۔ ان میں سے ایک خدا تعالیٰ کے حکم سے الگ ہو گیا ہے۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔

مجھے جب ان کی جدائی کا غم زیادہ دباتا ہے تو عالم خیال میں صوفی تبسم کا یہ شعر زبان پر آجاتا ہے۔

شاید تمہیں بھی چین نہ آئے مرے بغیر
شاید یہ بات تم بھی گوارا نہ کر سکو

ہمارے پیارے آقا کا یکم اگست ۱۹۹۲ء کا جلسہ سالانہ لندن کے دوسرے دن کا خطاب جس میں حضور انور نے احمدی خواتین کی متعدد قربانیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ میرے لئے مہمیز بن گیا ہے۔ ذیل کی سطور میں میں نے جدا ہونے والی حور صفت کے کچھ اوصاف حمیدہ ان کے لئے دعا کی درخواست کے ساتھ درج کئے ہیں۔ امید ہے جان سے پیارے آقا اور میرے تمام روحانی بہن بھائی ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کرکے مجھے ممنون فرمائیں گے اور میرے لئے بھی نیک انجام کی اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے

۲۵ دسمبر ۱۹۴۰ء کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ہمارے نکاح کا بیت مبارک میں اعلان فرمایا۔ رخصتانہ کے لئے ۲۹ دسمبر کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ جامعہ احمدیہ کی عمارت کے قریب ابا جان نے ایک نیا مکان کرائے پر لے لیا اور محترم خاں صاحب سے دریافت کیا کہ بارات میں کتنے افراد شامل کئے جائیں۔ حضرت خاں صاحب نے جواباً فرمایا کہ بیٹی تو میں نے ایک ہی کو دینی ہے۔ آپ جتنے افراد شامل کرنا پسند کریں کر لیں۔

صرف افراد خانہ پر مشتمل چند افراد بارات کے ساتھ گئے۔ اور رخصتانہ لے آئے۔ میرے چچا جان بھی اس شادی پر بہت خوش تھے۔ کیونکہ یہ معاملہ حضرت دادا جان کی منظوری سے طے پایا تھا۔ اور ان کی اطاعت ہر حال میں ان پر واجب تھی۔ چند دن کے بعد جلسہ کی رخصتیں ختم ہو گئیں۔ میرے والدین اپنی بہو کو لے کر لودھراں چلے گئے اور میں ہوسٹل جامعہ احمدیہ میں لوٹ آیا اور تعلیم حسب معمول جاری رہی۔

آئندہ سال ابا جان قادیان آئے اور محلہ دار الفضل میں ہمارے لئے ایک مکان خرید لیا۔ ہم بالا خانے میں رہنے لگے۔ اور نچلا حصہ کرائے پر دے دیا گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد والدہ محترمہ بھی ہمارے پاس آگئیں۔ اپنی بھانجی کو بھی تعلیم کے لئے قادیان لے آئیں۔ جس نے بعد میں میری دوسری بیوی بننا تھا۔ میری پہلی بیوی ہم سب کی خدمت میں مصروف ہو گئیں۔

اگلے سال میں نے درجہ ثانیہ کا امتحان دیا۔ جو پنجاب یونیورسٹی کا مولوی فاضل کا امتحان کہلاتا تھا۔ میں اپنی جماعت میں اول یونیورسٹی میں سوم اور فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوا میری بیوی نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ کو یہ پوزیشن میری وجہ سے ملی ہے مجھے اس سے اختلاف کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی اور ان کی بات مان لی گئی۔

ہمارے مولوی فاضل کے امتحان کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے مسلسل خطبات (--) میں جماعت کے نوجوانوں کو وقف زندگی کی طرف بلایا۔ میں نے بیوی سے مشورہ کیا انہوں نے کہا۔ اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہو گی۔ میں نے وقف زندگی کا فارم پر کر دیا۔ وقف منظور ہو گیا۔ پہلے مہینے کے اختتام پر مجھے دس روپے الاؤنس ملا۔ ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی وقف بھی منظور اور ساتھ روپے بھی۔

جنوری ۴۶ء سے دسمبر ۴۶ء تک کا عرصہ ہم میاں بیوی نے الگ الگ گذارا اور یہ ہمارا کامیاب تجربہ ثابت ہوا۔ ابھی اس سے سخت امتحان آگے آنے والے تھے۔

گھریلو زندگی میں بچوں کی پیدائش ایک قدرتی معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ جب کچھ سال شادی کے بعد یونہی گذر گئے تو میری والدہ محترمہ کو فکر دامنگیر ہوا۔ کئی جگہ سے علاج کرایا گیا۔ مگر کارگر نہ ہوا۔ بلکہ کہا گیا کہ اولاد ہو ہی نہیں سکتی۔ ایسے حالات میں دعاؤں کی طرف زیادہ توجہ ہو جاتی ہے۔ بہت سے بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست کی۔ مزنگ لاہور کے حضرت قاضی حبیب اللہ صاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ) ان دنوں قادیان میں تھے۔ ان سے بھی دعا کی التجا کی۔

تھوڑے دنوں کے بعد میری گھر والی نے ایک خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر حضرت قاضی صاحب نے یہ فرمائی کہ ہمارے ہاں بیٹا ہو گا۔ مگر خاموشی بدستور قائم رہی اور حالات جوں کے توں رہے۔ اتنے میں ہندوستان تقسیم ہو گیا۔ قادیان بھارت کا حصہ بن گیا فسادات شروع ہو گئے۔ اور ہم گھر بار سامان (جس میں جہیز کا سامان بھی شامل تھا) چھوڑ کر بورڈنگ تحریک جدید میں پناہ گزین ہو گئے۔ بسوں کا ایک بڑا قافلہ پاکستان سے قادیان آیا۔ اس میں عورتیں بچے اور بوڑھے پاکستان کے لئے روانہ ہو گئے۔ میری والدہ محترمہ بیوی اور ہونے والی بیوی بھی اپنے وطن ملتان چلے گئے۔ ابا جان اور میں قادیان رہ گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد ابا جان کو بھی محکمہ ڈاک خانہ جات نے بلا لیا اور میں درویش قادیان بننے کے لئے قادیان میں رک گیا۔

ابھی لوانڈا ہی میں تھا کہ سات اکتوبر ۴۸ء کو عزیز مبارک احمد کی پیدائش کی خوشخبری مل گئی۔ لیکن میں نے عزیز کو اس وقت دیکھا جب اس کی عمر قریباً چار سال کی ہو چکی تھی۔ اس وقت (یعنی ۱۹۵۲ء میں) ابا جان منٹگمری (موجودہ ساہیوال) میں مقیم تھے۔

۱۹۵۰ء میں ابا جان نے مطلع فرمایا کہ میرے چچا (ان کے چھوٹے بھائی) نے لکھا ہے کہ ان کی بیٹی شادی کے قابل ہو گئی ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ اعلان نکاح کر دیا جائے۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ میں تو واقف زندگی ہوں۔ اپنے بارہ میں میں کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ پھر دوسری شادی کی حاجت بھی نہیں ہے۔ بیوی اور بچہ موجود ہیں۔ اس لئے اگر آپ ضروری سمجھیں تو حضور کی خدمت میں معاملہ پیش کر دیں۔ حضور نے رشتہ کرنے کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی شرط لگائی کہ دونوں بیویوں کو افریقہ بھیجنا ہوگا۔

جب وکالت تبشیر کی طرف سے مجھے اس مضمون کا خط ملا۔ تو طبعی طور پر پریشانی ہوئی۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا۔ میں نے ابا جان کو وکالت نامہ بھجوا دیا کہ وہ میری طرف سے رضامندی کا اعلان کر دیں۔ چچا جان نے خود ہی نکاح کا اعلان کر دیا اور مجھے اطلاع بھجوا دی گئی۔

نومبر ۱۹۵۲ء میں مجھے پاکستان آنے کی اجازت ملی۔ میرے پہنچنے سے پہلے میری دوسری بیوی ہمارے ہاں ساہیوال پہنچ چکی تھیں۔ لمبا عرصہ بیرون ملک رہنے کی وجہ سے میری صحت کافی خراب ہو چکی تھی۔ میں شادی

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مختصرات

مکرمہ فریحہ احمد صاحبہ نے ماڈل ٹاؤن لاہور سے بحیثیت ایک احمدی ہماری ذمہ داریاں کے موضوع پر ایک تحریر ارسال فرمائی ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ضمن میں ہر احمدی کو اس رنگ میں اپنے فرائض ادا کرنے چاہئیں جس سے یہ احساس ہو کہ اس سے بڑھ کر خلوص کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے والا اور کوئی نہیں ہمیں ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہیئے کہ ہمارے اس فعل کا ہمارے اور ہمارے خاندان کے ساتھ ساتھ احمدیت پر کیا اثر پڑے گا۔ ہمارا کردار اور ہمارے افعال اگر اچھے ہوں گے تو اس کا اثر تمام عالم احمدیت پر پڑے گا اور برائی کی صورت میں بھی تمام جماعت متاثر ہوگی۔ ہم نیکی کے لذت بھرے میدان میں آگے سے آگے بڑھنے کی بجائے اپنے گندے کمزور اور گھٹیا اعمال کے نتیجے میں نہ صرف اپنے آپ کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہوں گے بلکہ پوری احمدیت کی ترقی میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہوں گے۔ تمام دنیا کی نعمتیں ایک طرف ہوں اور احمدیت اکیلی ایک طرف ہو تو تب بھی ہر احمدی کو جو احمدیت سے اور اپنے آقا سے پیار کا دعویٰ کرتا ہے احمدیت اور صرف احمدیت کا دامن ہی پکڑنا چاہیئے چاہے اس کے نتیجے میں اسے تمام دنیاوی نعمتوں کو چھوڑنا ہی پڑے۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

کے موڈ میں نہیں تھا۔ لیکن ابا جان نے خود ہی ۲۴ ر نومبر کی تاریخ مقرر فرما دی۔ شادی کے لئے کسی کو مدعو نہیں کیا گیا تھا۔ دلہن کے والدین کو بھی اس تاریخ سے مطلع نہیں کیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ جماعت ساہیوال کے کسی فرد کو اس کا علم نہیں تھا۔ ۲۴ تاریخ کو شادی ہو گئی۔ بعد میں بذریعہ خط دلہن کے والدین کو اطلاع دے دی گئی کہ آپ کی بیٹی بیاہی گئی ہے۔

حضور کے فیصلے کے مطابق دونوں بیویوں کو افریقہ بھجوانا تھا۔ ان کے پاسپورٹ بنوائے گئے اور اپریل ۱۹۵۳ء میں عزیز مبارک احمد اور دونوں بیویوں کو ساتھ لے کر میں واپس نیروبی پہنچ گیا۔ چند ماہ نیروبی ٹھہرنے کے بعد ہمیں صوبہ نیانزہ بھجوا دیا گیا چونکہ کسومو شہر میں جماعت کی ایک عبادت گاہ "بیت محمود" مکرم محمد اکرم خان صاحب غوری نے اپنے خرچ پر تعمیر کرا دی تھی۔ اور دارالجماعہ بھی مکمل ہونے والا تھا۔ اس لئے چند ماہ ادھر ادھر رہائش کے بعد ہم مشن ہاؤس میں منتقل ہو گئے۔

میری غیر حاضری میں بھی میری دونوں بیویوں کا باہم معاملہ غیر معمولی طور پر قابل تعریف رہا۔ کبھی جھگڑے کی نوبت نہ آئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صرف میں ہی واقف زندگی نہ تھا۔ میری دونوں بیویاں بھی عملاً اپنے آپ کو دینی خدمت کے لئے وقف کر چکی تھیں۔ ان کی ہمیشہ یہ خواہش اور کوشش رہی کہ وہ مجھے خدمت دین کے لئے زیادہ سے زیادہ فرصت مہیا کریں۔

ہماری یہ حالت دیکھ کر بعض دفعہ ناواقف عورتیں والدہ مبارک احمد سے دریافت کرتیں کہ کیا یہ آپ کی بیٹی ہیں۔ تو وہ کہتیں۔ یہ مولوی صاحب کی دوسری بیوی ہیں۔ یہ سن کر وہ متعجب ہوتیں کہ بظاہر تو ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ والدہ مبارک احمد نے کبھی سوت یا سوکن کا لفظ استعمال نہیں کیا نہایت صبر و تحمل بلکہ محبت اور شفقت کا سلوک ایک دوسری سے کرتی رہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس بے نفسی کا احسن بدلہ دے۔

عزیزہ امۃ الباسط ایاز صاحبہ نے والدہ مبارک احمد کی وفات کی خبر روزنامہ الفضل میں پڑھ کر لندن سے ہمیں تعزیتی خط لکھا ہے۔ اس میں بڑے افسوس کے اظہار کے علاوہ انہوں نے لکھا ہے کہ آپا آمنہ مثالی بیوی تھیں اس بات میں شک ہی کیا ہے کہ عورت کی فطرت چاہتی ہے کہ اسے خاوند کی پوری محبت حاصل رہے۔ کسی قسم کی شراکت اسے کلیتہً ناپسند ہوتی ہے۔ لیکن والدہ مبارک اکثر کہا کرتی تھیں کہ جب شریعت نے مرد کے لئے تعدد ازدواج کی گنجائش رکھی ہے اور حضور نے بھی آپ کو دوسری شادی کی اجازت دے دی ہے۔ تو میں اسے ناپسند کیسے کر سکتی ہوں۔ گویا نفس بالکل مار دیا گیا تھا۔

صرف اسی پر بس نہیں۔ والدہ مبارک مجھ سے انتہائی احترام کا سلوک کرتی تھیں میاں بیوی میں محبت تو ہوتی ہے لیکن ان میں ادب کا مادہ انتہاء کو پہنچا ہوا تھا۔ باون سال کی ازدواجی زندگی میں انہوں نے کبھی میرے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے جن میں کسی قسم کی درشتی اور ہتک پائی جاتی ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے بھی وہ مثالی بیوی تھیں۔ ورنہ عام انگریزی مقولہ ہے کہ محبت اور لڑائی میں سبھی کچھ جائز ہوتا ہے۔

غریب عورتوں کے ساتھ ان کا سلوک بھی مثالی تھا۔ کسی کو اپنے سامنے زمین پر بیٹھنے نہیں دیتی تھیں ہمیشہ چارپائی یا کرسی پیش کرتیں اور نقد جنس یا کپڑوں سے ان کی مدد کرتیں۔

مالی قربانی یا چندوں کی ادائیگی میں بھی ان کا قدم بہت آگے تھا۔ پانچویں حصہ کی وصیت تو انہوں نے قادیان ہی میں کر دی تھی۔ جو چھ جون ۹۲ء تک (جو ان کا یوم وفات تھا) باقاعدگی سے ادا کرتی رہیں۔ آخری رسید کی تاریخ چھ جون ہی ہے۔

تحریک جدید۔ وقف جدید اور لجنہ کے فرض اور طوعی چندہ جات بھی باقاعدگی سے ادا کرتی رہیں۔ گذشتہ رمضان میں میں نے انہیں بتایا کہ ہمارے علاقہ کی بیت سلام کا برآمدہ بن رہا ہے۔ میں اس میں اپنا چندہ ادا کر آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی پچاس روپے کا نوٹ مجھے دیا کہ میری طرف سے بھی ادا کر دیں۔ میں نے کہا کہ صدر محلہ ہذا نے اعلان کیا ہے کہ محلے والوں سے سو روپے کم از کم لئے جائیں۔ اس پر وہ سو روپے لے آئیں یہ آخری نفلی چندہ تھا جو خدا کے گھر کی تعمیر کے لئے انہوں نے دیا۔

والدہ مبارک احمد کی کئی نیک خواہشات اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائیں پہلی تو یہی بیٹا ہونے کی خواہش۔ جو سات سال کے بعد نہایت عمدہ رنگ میں پوری ہوئی عزیز کی پیدائش سے پہلے ہی انہوں نے بچے کو دین کے لئے وقف کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ اسی نیت سے انہوں نے اس کی اچھی تربیت کی اور ہر روز دعائیں کرتے ہوئے اسے پروان چڑھایا۔ جب عزیز نے ایم اے اسلامیات کا امتحان پاس کر لیا تو حضرت امام الثالث نے ان کا عارضی وقف قبول فرماتے ہوئے سیرالیون بھجوا دیا۔ پھر حضرت امام رابع نے ان کا مستقل وقف قبول فرما لیا اور تعلیمی فرائض کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کی خدمت بھی سپرد فرمائی۔ والدہ کے لئے یہ امر بڑے اطمینان کا باعث ہوا۔

والدہ مبارک کو شوق تھا کہ جب وہ فوت ہوں تو میں ان سے راضی ہوں انہوں نے سنا ہوا تھا۔ کہ جس بیوی پر خاوند خوش ہو وہ جنتی ہوتی ہے۔ گذشتہ عید (—) کے روز میری طبیعت سخت خراب تھی۔ اس عید سے پہلے ساری جماعت پر جو قیامت گذر گئی تھی اس نے مجھے سخت بے چین کر رکھا تھا۔ بار بار خیال آتا کہ ہمارے پیارے امام آج عید کیونکر منائیں گے۔ ذرا سی حرکت سے بھی دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی اور پوری تیاری کے باوجود میں نے عید کے لئے نہ جانے کا فیصلہ کیا۔ (یہ اکیلی عید ہے جس سے میں محروم رہا ہوں) والدہ مبارک کی طبیعت بھی خراب تھی۔ وہ بھی عید کے لئے نہ جا سکیں۔ معلوم نہیں۔ انہیں کیا خیال آیا کہ آہستگی سے مجھے کہا کہ زندگی کا اعتبار نہیں اس لئے بہتر ہے کہ ایک دوسرے کی غلطیاں معاف کر دیں میں نے انہیں تسلی دلائی کہ ان کی طرف سے میرا دل ہمیشہ صاف رہا ہے۔ نہ اب نہ پہلے کبھی میں ان سے ناراض ہوا ہوں خوشی سے ان کا چہرہ تمتما اٹھا۔ کیا معلوم تھا کہ وہ مجھ سے رخصت ہونے کی اجازت طلب کر رہی ہیں۔ کیونکہ اس معافی کے جلد بعد وہ یہ جہان فانی ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئیں۔

"دنیا میں قومیں گرتی اس لئے ہیں کہ ان کے افراد کام کی عظمت اور اپنی کمزوریوں کو دیکھ کر ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھتے اور اس سے استمداد نہیں کرتے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ گے تو تم ضرور کامیاب ہو گے۔ خدا تعالیٰ نے جب خود ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے تو وہ اسے کیوں پورا نہیں کرے گا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کا کام کرو اور وہ خود اپنا کام نہ کرے۔ جب آقا اپنے کسی نوکر کو کوئی کام کرنے کا حکم دیتا ہے تو اسے اپنے کام کا اپنے نوکر سے زیادہ احساس ہوتا ہے"۔

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ربوہ ۲۲ نومبر۔ سردی کی آمد آمد ہے۔

○ حکومت کے خلاف اپوزیشن کی تحریک تیز کرنے کے لئے کل جماعتی کانفرنس بلانے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے پی۔ ڈی۔ اے نے اپنی تحریک کے سلسلے میں مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں سے رابطے شروع کر دئے ہیں۔

○ پولیس نے پی۔ ڈی۔ اے کے دو مرکزی رہنماؤں سلمان تاثیر اور غالد کھر کی سمیت ۱۹ کارکنوں کے خلاف بغاوت، ملک میں انتشار پھیلانے، بلوہ کرنے، امن و امان میں خلل ڈالنے اور پولیس افسروں کو قتل کی دھمکیاں دینے کے الزامات کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ غلام مصطفے کھر، جہانگیر بدر اور اعتزاز احسن کے خلاف بھی بلوہ اور امن عامہ کی دفعہ ۱۶ کے تحت کارروائی شروع کردی گئی ہے۔

○ نوری مسجد لاہور کے سامنے لانگ مارچ کے مظاہرین پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا اور ۵۰ سے زائد مرد و خواتین کو گرفتار کر لیا۔

○ راولپنڈی اور پشاور میں لانگ مارچ کے سلسلے میں مظاہرین اور پولیس میں تصادم ہوا۔ پولیس نے آنسو گیس پھینکی اور لاٹھی چارج کیا۔ جس کے جواب میں مظاہرین نے پتھراؤ کیا۔

○ بی۔ بی۔ سی نے بتایا ہے کہ لانگ مارچ کے خلاف حکومت کی سخت گیر پالیسی کے باوجود حزب اختلاف کے حوصلے پست نہیں ہوئے اور وہ اپنی کوشش جاری رکھے ہوئے ہے۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ حکومت اب عوام کی آواز دبانے میں کامیاب نہیں ہوگی۔ حکومت بوکھلا گئی ہے۔ بحران سنگین ہو رہا ہے انہوں نے کہا کہ اب واحد حل یہ ہے کہ قومی حکومت قائم کی جائے اور انتخاب کرا کے اقتدار عوام کے حقیقی نمائندوں کو منتقل کیا جائے۔

○ سینیٹر طارق چوہدری نے کہا ہے کہ حکمران مسلم لیگ میں دو گروہ بن چکے ہیں اور اسمبلیاں ٹوٹنے کا امکان موجود ہے۔

○ بوسنیا میں سات ماہ کے دوران ایک لاکھ سے زائد مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔ خانہ جنگی میں ایک لاکھ ۳۳ ہزار کروٹ اور مسلمان زخمی ہو چکے ہیں۔ تاہم مرنے والوں اور زخمیوں کی یہ تعداد حتمی نہیں ہے۔

○ مصر کے صدر حسنی مبارک نے کہا کہ ایرانی جان لیں ہم عرب ہیں۔ اور عربوں کی حمایت کریں گے۔

○ لندن کے قریب برطانوی ملکہ الزبتھ کے گرمائی محل میں آگ لگنے سے شاہی ضیافت خانے کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

○ الجزائر نے ایران میں اپنے سفارتی عملہ میں کمی کر دی ہے۔

○ مسلمانوں کی مدد کے لئے ترک مجاہدین بوسنیا پہنچ گئے ہیں۔ ۵۰۰ ترک مجاہدین کی کمک سے بوسنیائی مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔

○ بھارتی وزیر اعظم نے قبل از وقت انتخابات کا مطالبہ مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ بابری مسجد کا تنازعہ نازک مسئلہ ہے۔ اسے سیاسی رنگ دینا ٹھیک نہیں۔

○ بھارت اور بنگلہ دیش کی سرحدی فوجوں میں جھڑپ کے نتیجہ میں بنگلہ دیش کا ایک فوجی ہلاک ہو گیا۔

○ فرانس کے صدر متراں نے کہا ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کئے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا۔

○ اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر نے موسم سرما میں بوسنیا میں بڑے پیمانے پر اموات کی پیشگوئی کی ہے۔ اور سفارش کی ہے کہ بوسنیا کو ۹۱۰۰ ٹن ہفتہ وار امداد فراہم کی جائے۔ جبکہ اس وقت فراہم کی جانے والی ہفتہ وار امداد ۴۵۰۰ ٹن ہے۔

○ بوسنیا میں مسلمانوں کی نسل معدوم ہونے کا خطرہ ہے۔ ترکی نے رپورٹ پر غور کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن کا اجلاس بلانے کی درخواست کی ہے۔

بقیہ صفحہ ۴ سے آگے

عظمت اللہ (وکیل) مئی ۱۹۳۲ء سے مقدمات کی پیروی کرتے چلے آئے تھے۔ ۲۸ مقدمات میں ۸۷۰ مسلمان ماخوذ تھے۔ ان وکلاء کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں ۵۶۰ ملزم بری ہو گئے۔ اور صرف ۶۲ کو خفیف سزا یا معمولی جرمانہ کر کے چھوڑ دیا گیا۔ حالانکہ ان کے خلاف قتل ڈکیتی اور آتش زدگی ایسے سنگین مقدمات چلائے گئے تھے

میرپور میں ایک کیس میں نچلی عدالتوں میں ملزموں کو سزا ہو چکی تھی۔ ہائی کورٹ میں اپیل کی گئی۔ ملک محمد حسین بیرسٹر (جو نیروبی مشرقی افریقہ کے مشہور وکیل تھے) دو ماہ کے لئے ہندوستان آئے تھے۔ انہوں نے اپنی خدمات محترم صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ اس کیس میں انہیں بحث کیلئے بھجوایا گیا اپیل منظور ہو گئی اور ملزم بری ہوئے۔

سری نگر میں شیخ محمد احمد ایڈووکیٹ سات ماہ تک شیخ بشیر احمد ایڈووکیٹ چھ ماہ تک اور چوہدری یوسف خان (وکیل) تین ماہ تک مقدمات کی پیروی کرتے رہے۔ ۲۸ مقدمات تھے جن میں ۱۴۲ مسلمان ماخوذ تھے ان میں سے گیارہ کو پانچ پانچ روپے اور ایک کو ایک روپیہ جرمانہ ہوا۔ ۱۸ کو خفیف سزائیں ہوئیں باقی سب رہا اور بری کر دئے گئے۔

پونچھ میں چوہدری عزیز احمد وکیل پانچ ماہ تک اور قاضی عبدالحمید وکیل چار ماہ کام کرتے رہے۔ تمام مقدمات میں ۴۷ مسلمان ماخوذ تھے جو سب کے سب بری کر دئے گئے۔

جموں میں میر محمد بخش چھ ماہ تک کام کرتے رہے۔ ۱۴ مقدمات تھے۔ ۱۳۱ ملزم تھے۔ بیس بالکل بری ہوئے۔ جموں میں ہائی کورٹ میں جو اپیلیں ہوئیں ان میں شیخ بشیر احمد پیش ہوتے تھے۔ اور بعض اوقات چوہدری اسد اللہ خان بیرسٹر بھی مختلف اوقات میں آکر پیش ہوتے رہے۔

راجوری میں قاضی عبدالحمید وکیل تین ماہ کام کرتے رہے۔ ۲۵ ملزم تھے۔ ان میں سے ایک کو بھی سزا نہ ہوئی۔

نوشہرہ میں چار مقدمات بنچ کے سامنے پیش تھے۔ ۹۲ ملزم تھے۔ میر محمد بخش وکیل نے ۳ ماہ کام کیا۔ اور مقدمات کے ۶۴ ملزموں میں سے ۴۵ بری ہوئے باقیوں کو خفیف سزا جرمانہ وغیرہ ہوا۔ بقیہ مقدمات میں بھی ملزم بری ہوئے۔

ان سب وکلاء کے اخراجات سفر خوراک کا انتظام آل انڈیا کشمیر کمیٹی کرتی تھی۔ کمیٹی تو مقروض تھی تاہم روپیہ کا انتظام محترم صدر صاحب کے ذمہ تھا۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس جو کمیٹی کے ممبر اور اسسٹنٹ سیکرٹری تھے۔ اور جن کے سپرد وکلاء سے رابطہ رکھنے کا فریضہ تھا۔ بہ طریق احسن اپنے فرض منصبی کو انجام دیتے رہے۔ ہر مقدمہ میں جب مظلوم کال کوٹھڑیوں سے باہر نکلتے تو پہلا کام صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو مبارکباد اور شکریہ کا تار ارسال کرنے کا کرتے۔

سری نگر میں ۱۳ ستمبر ۱۹۳۲ء کو ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مولانا سید حبیب ایڈیٹر سیاست منعقد ہوا۔ جسکی غرض شیخ بشیر احمد ایڈووکیٹ اور شیخ محمد احمد ایڈووکیٹ کی خدمات کو سراہنا اور صدر محترم کا (جنہوں نے انہیں بھجوایا تھا)۔ شکریہ ادا کرنا تھا۔ شیخ محمد عبداللہ۔ عبدالرحیم ایم۔ اے۔ مولوی عبداللہ وکیل اور مفتی جلال الدین نے تقریریں کیں اور شکریہ کے ریزولیوشن متفقہ طور پر منظور ہوئے۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ سے بھی درخواست کی گئی کہ وہ عظیم مجمع کو خطاب کریں۔ جس پر آپ نے ایک ولولہ انگیز تقریر کی۔

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

ثابت نہ ہوئی۔ بکروں اور بیلوں کی قربانی کی عظمت تو یہود کے دلوں سے کچھ کم ہوئی۔ مگر ایک اور قسم کا کفارہ انہوں نے ایجاد کر لیا۔ اور وہ یہ کہ ہمارے بزرگوں کی تکالیف ہماری قوم کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر نیک کار کسی زمانہ میں موجود نہ ہوں تو بے گناہ بچوں کو اللہ تعالیٰ مار کر قوم کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے چنانچہ یہود کی کتب میں لکھا ہے

"جس نسل میں نیک لوگ نہ ہوں بے گناہ سکول کے بچوں کو خدا تعالیٰ لے جاتا ہے"۔

(جیوش انسائیکلوپیڈیا جلد اول صفحہ ۲۸ کالم اول بحوالہ سبات طالمود)

یہی خیال تھا جس نے بعد میں مسیحی کفارہ کے عقیدہ کے بننے میں مدد دی۔ قرآن کریم ان یہود کو مخاطب کر کے اس آیت میں فرماتا ہے کہ اے یہود بنی اسرائیل کوئی جان (خواہ بکرا ہو خواہ بزرگ خواہ بے گناہ سکول کا بچہ) کسی اور جان (یہودی) کی قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ اور قرآن کریم کی اس تعلیم سے جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے خود بنی اسرائیل کے نبیوں کو اتفاق ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حبوب مفید اٹھرا
۱۵ گرام ۔/۱۶
۶۰ گرام ۔/۴۸

اکسیر اولادِ نرینہ
(کورس)
۔/۱۵۰ روپے

زد جام عشق
خاص
۔/۴۸۰ روپے

روشن کاجل
۔/۵ روپے

تریاق معدہ
۔/۱۰ روپے
۔/۲۰ روپے

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

اوقاتِ کار کیوریٹو کلینک

ـــ موسم سرما ـــ

پہلا وقت : ۳۰۔۸ تا ۰۰۔۲

دوسرا وقت : ۳۰۔۳ تا ۰۰۔۶

ناغہ بروز جمعة المبارک

کیوریٹو کلینک گول بازار ربوہ۔ فون ۶۰۶/۷۷۱

انچارج: ہومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر

الطاف فرنیشرز

شیخوپورہ روڈ۔ فیصل آباد

قدیمی ـــ شہرہ آفاق

۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷

برانچیں

- کراچی: فون: ۴۱۳۲۵۱
- لاہور: 1 - D - ۳ گلشن راوی
- ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
- منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز
- رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
- ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر: ۵۵۸

دی ہیون ہاؤس پبلک سکولز (مکمل انگلش میڈیم)

ربوہ کیمپس :۔ ۲۲/۵ دارالعلوم غربی۔ فون : ۷۹۰

فیصل آباد کیمپس :۔ ۵۱۷ اے غلام محمد آباد۔ فون: ۶۸۰۵۱۷

ـــ داخلہ ۱۹۹۳ء ـــ

ہیون ہاؤس سکولز میں جونیئر اور سینیئر سیکشنز میں داخلہ

ـــ یکم دسمبر ۱۹۹۲ء ـــ

سے شروع ہو رہا ہے۔ پراسپکٹس دفاتر سکولز سے حاصل کریں

داخلہ ـــ بغیر داخلہ فیس کے

ٹرانسپورٹ کا تسلی بخش انتظام موجود ہے ـــ چیئرمین ہیون ہاؤس سوسائٹی

سفیرانِ صحت

کیوریٹو سسٹم ۔ CURATIVE SYSTEM

ایک جدید اور کامیاب معالجاتی نظام ہے۔ کیوریٹو میڈیسن کمپنی کی نمائندگی اعزاز بھی ہے اور منافع بخش پیشہ بھی۔ اچھی شخصیت کے مالک ذہین تعلیمیافتہ نوجوان کیوریٹو سیلز فورس میں شامل ہو کر پیسہ، ہنر اور عزت حاصل کر سکتے ہیں۔ اچھا معاوضہ اور تیز رفتار ترقی۔ درخواستیں اپنے امیر یا صدر صاحب کی تصدیق سے بھجوائیں۔

سیلز مینجر: کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ربوہ فون ۶۰۶/۷۷۱

کسان کیوں ہو پریشان!

لے ایک کھاد سے دو کام

کسان خوشحال

زمین زرخیز فصل زیادہ

PAK AUSTRALIAN VENTURE

DYNAMIC ORGANIC NPK FERTILIZER

کھادوں میں ایک خوش کن کھاد کا اضافہ (حکومت پنجاب)

(۱) آسٹریلیا کے زرعی ماہرین کی گہری تحقیق سے تیار کردہ حیرت انگیز کھاد

(۲) نائٹروجن فاسفورس پوٹاش کے علاوہ مکمل اجزائے صغریٰ (Micro Nutrients)

(۳) Poultry Manure (مرغیوں کے فضلے) سے تیار کردہ دانے دار کھاد (Pellet)

(۴) کیمیائی کھاد کے مسلسل استعمال سے کمزور زمین بحال

پاک آسٹریلیا اشتراک

ڈائنامک کھاد

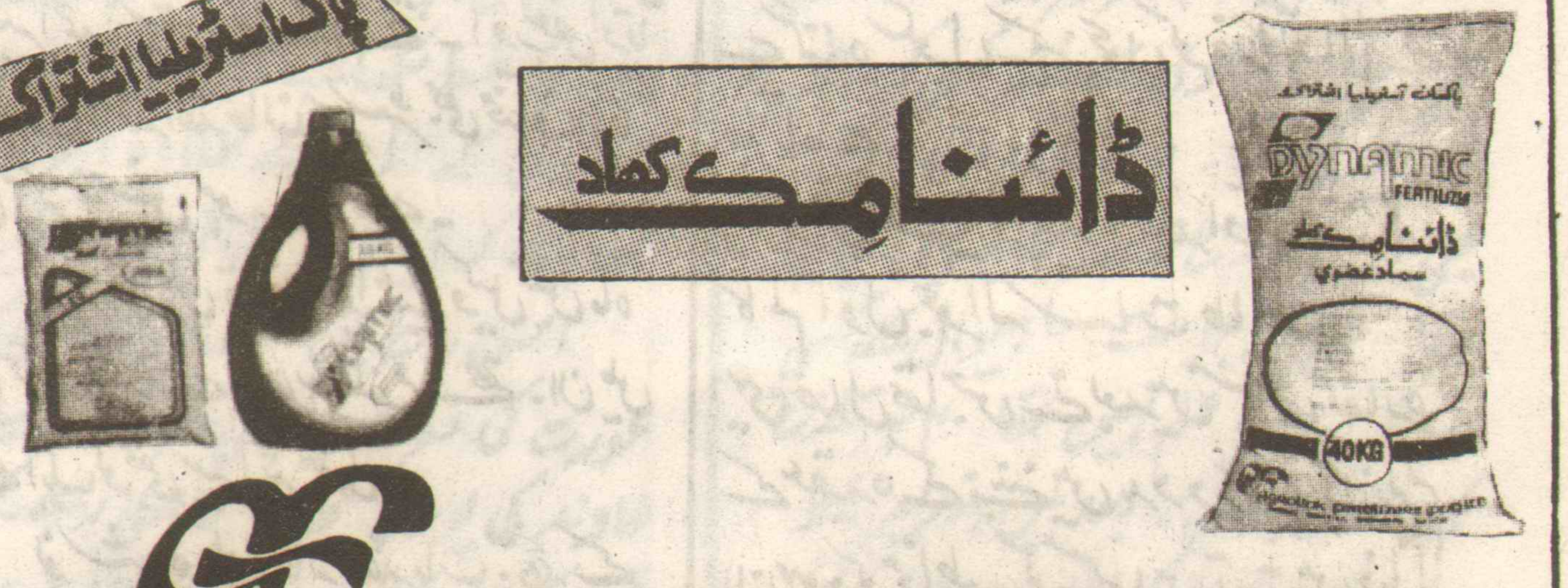

Agrolink Fertilizers (Pvt) Ltd

64 10 Sarfraz Rafiqi Road, Lahore Cantt (Pakistan)
Tel Off (042) 375991 371530 Fax (042) 372546
Factory Chak No 6-11 L Tehsil Chichawatni Distt Sahiwal.

اعلانِ داخلہ

احباب کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ ہم ربوہ میں پہلی بار انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کا نرسری سکول کھول رہے ہیں۔ نرسری کا اجراء انشاء اللہ نے چاہا تو یکم جنوری ۱۹۹۳ء کو ہو جائے گا۔ اس نرسری میں داخلے کی عمر ساڑھے تین سال سے ساڑھے چار سال تک ہے۔ نرسری کے بعد بچے پریپ کلاس میں نصرت جہاں اکیڈیمی یا کسی بھی اچھے سکول میں داخل ہونے کے قابل ہو جائیں گے۔ نرسری میں داخلہ ۶ دسمبر سے شروع ہوگا۔

ـــ داخلہ صبح ۸ بجے سے لے کر شام ۴ بجے تک ہوگا ـــ

مینجر: الصادق ماڈرن نرسری سکول ۲۲/۴ دارالرحمت شرقی الف ربوہ (نزد اقصیٰ چوک)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

دانت مت نکلوائیے

دانت درد کا فوری علاج ممکن ہے

ماسخورہ۔ پائیوریا۔ دانتوں کو ٹھنڈا گرم لگنے، مسوڑھوں سے خون پیپ کے آنے کا کامیاب علاج کیا جاتا ہے۔

ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں
مصنوعی دانت بغیر تالو، بغیر تار لندن اور جرمنی کے جدید طریقہ سے فکس لگائے جاتے ہیں۔

بشیر ڈینٹل کلینک

پرانا اڈہ لاریاں چنیوٹ نزد صدر چونگی
فون نمبر ـــ ۹۴۵۰